درس ترمذی شریف

افادات: حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ
ضبط وترتیب : مولانا مفتی عبدالمنعم حقانی
معاون مفتی دارالافتاء جامعہ حقانیہ

اسلامی معاشرہ کے لازمی خدوخال
جامع امام ترمذی کے ابواب البر والصلۃ کے درسی افادات

باب ماجاء فی شفقة المسلم علی المسلم
ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان کے ساتھ شفقت کا بیان

حدثنا عبید بن أسباط بن محمد القرشی ثنا أبی عن هشام بن سعید عن زید بن أسلم عن أبی صالح عن ابی هریرة قال: قال رسول الله ﷺ المسلم أخو المسلم لایخونه ولایکذبه ولا یخذله 'کل المسلم علی المسلم حرام عرضه وماله ودمه 'التقوی ههنا' بحسب امرء من الشر أن یحتقر أخاه المسلم ...... هذا حدیث غریب۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان' مسلمان کا بھائی ہے' نہ وہ اس سے خیانت کرے گا اور نہ وہ اس سے جھوٹ بولے گا اور نہ اسے بے یار ومددگار چھوڑے گا۔ مسلمان کا سب کچھ دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ اس کی آبروریزی اس پر حرام ہے۔ اور اس کا مال اس پر حرام ہے' اور اس کا خون اس پر حرام ہے اور (سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) تقویٰ یہاں ہے۔ اور کسی آدمی کے لئے یہی برائی اور بداخلاقی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی تحقیر وتوہین کرے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

اس باب میں ایک خاص رحمت اور شفقت کا بیان ہے جو کہ ایک مسلمان دوسرے کے ساتھ کرے گا اس قسم کا خلوص اور وفاداری مسلمان کے ساتھ خاص ہے' غیر مسلم کے ساتھ ایسا کرنا جائز نہیں۔

<u>المسلم أخو المسلم:</u> جناب رسول اللہ نے مسلمانوں کو آپس میں بھائی بھائی قرار دیا ہے۔ اس تعلیم کی بنا پر مسلمانوں کے لئے آپس میں معاملات اور معاشرت بھائیوں کی طرح کرنا چاہیے: اور ایک دوسرے کے ساتھ رحمت شفقت اور نرمی برتنے اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون وتناصر میں پورے خلوص اور خیرخواہی

سے پیش آنا چاہیے۔

خیانت کی قسمیں:

لا یخونہ: یہ صیغہ خبر کا ہے لیکن معنیٰ انشاء ہے یعنی کوئی مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ خیانت نہ کرے، اور کسی قسم کی خیانت بھی نہ کرے۔ کیونکہ خیانت کئی قسم کی ہوتی ہے مثلاً:

(۱) اگر کوئی مسلمان بھائی کوئی چیز (مال و دولت وغیرہ) تمہارے ساتھ امانت رکھے تو اس میں خیانت نہ کرو۔ بلکہ اس کا حق اس کو پوری طور پر ادا کر دو۔

(۲) اسی طرح مجلس کی بات بھی امانت ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے "المجالس بالأمانة" یعنی مجلس کی باتیں امانت ہیں، لہذا جو آدمی کسی مجلس میں کوئی بات کہے اور وہ اس بات کو دوسروں کو بتانا ناپسند کرتا ہو تو اس اہل مجلس کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کی بات کو دوسرے کو بتا دے۔ اور ایسا کرنا ان کی طرف سے خیانت ہوگا۔

(۳) اسی طرح جو مسلمان کسی دوسرے مسلمان سے کسی کام کے متعلق مشورہ طلب کرے تو جس سے مشورہ طلب کیا گیا ہے اس کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اسکو ایسا مشورہ دے جو کہ اس کے خیال میں اس مسلمان بھائی کے لئے نفع مند ہو۔ اگر اس نے جان بوجھ کر غیر مفید چیز کا مشورہ دیا تو اس نے اس مسلمان کے ساتھ خیانت کی۔ حدیث پاک میں ہے "المستشار مؤتمن" یعنی جس سے مشورہ لیا جاوے وہ امین جانا گیا ہے۔ اور اس پر اعتماد کیا گیا ہے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ اس کو چاہیے کہ جس طرح اس پر اعتماد کیا گیا ہے اسی طرح وہ بھی صحیح مشورہ دے۔

(۴) اسی طرح حکومتی مناصب بھی امانت ہیں، جس امیر وغیرہ کو حکومتی عہدوں پر تقرری کرنے کا اختیار دیا گیا ہو تو اس کا فرض ہے کہ کسی بھی منصب پر ایسے شخص کو مقرر کرے جو کہ اس منصب کے لئے اہل ہو۔ اہلیت نہ رکھنے والے کی تقرری کرنا عامۃ المسلمین کے حقوق کو ضائع کرنے کے مترادف ہے اس وجہ سے یہ عظیم خیانت قرار دی گئی ہے۔ ایک حدیث پاک میں ہے کہ: من قلد إنسانا عملا وفي رعيته من هو أولى فقد خان الله ورسوله وجماعة المسلمين (ردالمحتار کتاب القضاء)

ترجمہ: یعنی جس امیر نے کسی انسان کو (مسلمانوں کا) کوئی (اجتماعی) ذمہ داری سپرد کی اور اس کی رعیت میں اس شخص سے اس کام کے لئے کوئی اور زیادہ بہتر آدمی موجود تھا، تو اس (امیر) نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ اور تمام مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ اذا ضيعت الامانة فانتظر الساعة. قالوا وما ضياعها. قال اذا وسد الامر الى غير اهله فانتظر الساعة (اوکما قال علیہ السلام)

ترجمہ: جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کرو، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ (اے اللہ کے پیغمبر ﷺ) امانت

ضائع ہونا کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا' جب حکومت نااہل لوگوں کے حوالہ ہو جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

معلوم ہوا کہ حکومتی عہدے مسلمانوں کی امانتیں ہیں' اس وجہ سے اس میں غدر اور بے احتیاطی کرنے کو اجتماعی خیانت سے تعبیر کیا گیا۔

ووٹ بھی ایک امانت ہے:

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ ووٹ بھی امانت ہے کیونکہ جب کسی عہدے پر کسی شخص کو مقرر کرنے کا اختیار امیر کے پاس ہو تو امیر کے حق میں یہ امانت ہے اور اس امانت کی صحیح ادائیگی یہ ہے کہ اپنی رعیت میں خوب چھان پھٹک کر اس عہدے کے لئے اہل شخص کو اس پر مقرر کرے' اگر اس نے ایسا نہ کیا تو یہ خیانت ہے۔ پس جب کسی عہدے پر آدمی مقرر کرنے کا اختیار عوام کو دے دیا جاوے تو یہ حق اور یہ امانت عوام کی طرف منتقل ہو گئی۔ اب عوام کا فرض ہے کہ عام مسلمانوں کے دینی اور دنیوی نفع کو مدنظر رکھ کر بہتر سے بہتر آدمی کو ووٹ دے کر اس منصب کے لئے منتخب کرے پس کسی بھی مسلمان نے اگر اپنے ذاتی مفاد' خود غرضی اور اقربا پروری کی بنا پر غیر اہل شخص کو منتخب کرنے کے لئے ووٹ دے دیا تو اس نے عام مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی۔ اور اجتماعی خیانت جیسے عظیم جرم میں مبتلا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کی خیانت سے بچائے: آمین

و لایخذلہ: یہ خذلان سے ماخوذ ہے بمعنی ترک النصرۃ والاعانۃ۔ یعنی خذلان مدد اور تعاون نہ کرنے کے معنی میں آتا ہے۔ امام نوویؒ تحریر فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی مسلمان کے ساتھ ظلم ہو رہا ہے اور وہ دوسرے مسلمان سے اس ظلم کے دفع کرنے کے لئے مدد طلب کرے تو اس کے ذمہ اس کی مدد کرنا لازم ہے۔ بشرطیکہ وہ ظالم کے روکنے پر قادر ہو اور کوئی عذر شرعی نہ ہو۔

کل المسلم علی المسلم حرام عرضہ ومالہ ودمہ: یعنی ایک مسلمان سب کا سب دوسرے پر حرام ہے' مسلمان کا کوئی جز' اور کوئی عضو حلال نہیں ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ مسلمان کے کسی بھی جزء کو ضرر پہنچانا جائز نہیں ہے۔ اس کے ہاتھ پاؤں سر اور تمام کے تمام اعضاء کو بھی اپنے ضرر سے محفوظ رکھے اور اس کے دل کو بھی نہ ستائے۔ اس وجہ سے بعد میں فرمایا کہ اس کی آبروریزی کرنا بھی حرام ہے۔ اور شرعی جواز کے بغیر اس کا مال کھانا بھی حرام ہے اور اس کا ناحق خون بہانا بھی حرام ہے' یعنی کسی بھی طریق سے مسلمان کو نقصان نہ پہنچائے۔

التقوی ھھنا: تقویٰ یہاں یعنی دل میں ہے۔ یہاں اگرچہ یہ لفظ مذکور نہیں ہے لیکن مسلم کی روایت میں ہے: ویشیر الی صدرہ " یعنی جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی مسلمان کی تحقیر اور توہین جائز نہیں ہے کیونکہ تقویٰ دل میں ہوتا ہے جو کہ نظروں سے پنہاں ہے کسی کے دل کے احوال پر اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی علم نہیں رکھتا۔ لہذا ممکن ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ

ہواور متقی اللہ کے نزدیک مکرم ومعزز ہوتا ہے۔آیت کریمہ إن اکرمکم عند الله اتقاکم (الاية) بے شک تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزتمند وہ ہے جو کہ تم میں سے زیادہ متقی اور پرہیزگار ہو' پس جب کہ تقوی والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزتمند ہیں' اور تقویٰ کا محل قلب ہے جو کہ آنکھوں سے نہیں دیکھا جاسکتا۔تو کسی کے دل پر یہ حکم نہیں لگایا جاسکتا کہ اس میں تقویٰ نہیں ہے بلکہ ہوسکتا ہے کہ اس کے دل میں تقویٰ اور خوف خدا موجود ہو اور اس کی توہین کی صورت میں ایک ایسے بندے کی توہین وتحقیر لازم آئے جو کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک معزز اور مکرم ہو اور یہ بہت بڑا جرم ہے' اس وجہ سے آخر میں فرمایا۔

بحسب امرء من الشر أن يحتقر اخاه المسلم یعنی کسی آدمی کی برائی کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔

مومنین کی مثال:

حدثنا الحسن بن علي الخلال وغير واحد: قالوا ثنا ابو اسامه عن بريد بن عبدالله بن ابي بردة عن جده ابي بردة عن ابي موسى الاشعري قال: قال رسول الله ﷺ المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضاً. هذا حديث صحيح وفي الباب عن علي وابي ايوب۔

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ نے فرمایا مؤمن دوسرے مومن کے لئے (ایک) عمارت (کے مختلف اجزاء) کی طرح ہے۔کہ اس عمارت کا بعض حصہ بعض دوسرے حصوں کو مضبوط کردیتا ہے۔یہ حدیث صحیح ہے۔اور اس باب میں حضرت علی اور حضرت ابوایوبؓ سے بھی روایت ہوئے ہیں۔

مسلمانوں کے استحکام اور بقاء کا راز اتفاق' اتحاد اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے میں ہے:

اس حدیث میں جناب رسول ﷺ نے مسلمانوں کے باہمی اتفاق واتحاد اور آپس میں ایک دوسرے سے تعاون وتناصر اور ہر کار خیر میں ایک دوسرے کی مدد کرنے پر زور دے کر ایک مثال سے اس کی توضیح کی ہے' کہ جس طرح ایک عمارت جو کہ متفرق اجزاء پتھر خشت وغیرہ سے بنی ہوئی ہوتی ہے' جبکہ پتھر اور خشت خاص نظم وضبط کے ساتھ کچھ نیچے اور اوپر رکھے گئے اور ان متفرق اجزاء نے ایک دوسرے کو برداشت کرکے تحمل اور برد باری کا مظاہرہ کیا۔اور ہر جزء دوسرے جزء سے چمٹ کر اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا۔خود بھی مضبوط ہوا اور اس کو بھی مضبوط بنالیا۔اور اس طرح ایک مضبوط' مستحکم' خوبصورت اور بلند عمارت ظہور پذیر ہوئی۔وہ تنہا خشت جس کو اس سے پہلے ایک بچہ بھی توڑ پھوڑ کر تہس نہس کرسکتا تھا۔اب وہ جڑ جانے سے آہنی دیوار کی طرح مضبوط بن چکے ہیں جس کا توڑنا کسی کے بس میں نہیں۔ مسلمانوں کو بھی ایک دوسرے سے افتراق اور ایک دوسرے سے قطع تعلق کرنا درست نہیں بلکہ آپس میں نرمی' رحمدلی اور

محبت کے ساتھ مل کر رہنا چاہیے۔ نظم وضبط اور اتفاق واتحاد سے زندگی بسر کرنی چاہیے اور جس طرح کہ دیوار کے نچلے حصہ کے خشت، اوپر والے خشتوں کو اپنے سر پر رکھ کر ان کا بوجھ اٹھائے ہوتے ہیں۔ اسی طرح مسلمانوں کو اپنے استحکام اتفاق واتحاد قائم کرنے اور پھر اپنی منظم قوت وشوکت کو برقرار رکھنے کے لئے اپنے آپ کو بڑی سے بڑی قربانی کے لئے پیش کرنا ہوگا۔ یاد رہے کہ جو قوم اپنے اجتماعی نظام، قوت واستحکام اور نظم وضبط قائم کرنے کے لئے اپنے بھائی کا بوجھ خوشی اور محبت کے ساتھ اٹھا کر برداشت نہیں کرتی تو دشمن ان پر مسلط ہو کر زبردستی ان کے سروں پر بیٹھ جاتا ہے۔ اور پھر جبراً وکرھاً ناگواری کے ساتھ دشمن کا بوجھ وہ اٹھاتی پھرتی گے۔

بلاشبہ سچ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے امت کی خیرخواہی کا اکمل طریقے سے حق ادا فرمایا ہے۔ اور کسی بھی قوم کو کسی نے اس سے زیادہ اسباق نہیں پڑھائے ہونگے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کی رہنمائی فرمائی ہے۔ لیکن کاش کہ امت محمدی ﷺ ذرا خواہشات نفسانی کی پیروی اور یہود ونصاریٰ کا اتباع چھوڑ کر جناب رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کو اپنی انفرادی واجتماعی زندگی کے لئے بنیاد بنادے اور امت کی کامیابی اور فلاح کے لئے جدوجہد کرے تو امید کی جاسکتی ہے کہ مسلمانوں پر چھائے ہوئے ان گھٹاٹوپ اندھیروں کا جلد خاتمہ ہو اور مسلمان طلوع سحر کی نوید سن لیں۔

نہ اٹھا پھر کوئی رومی عجم کے لالہ زاروں سے
وہی آب و گل ایران وہی تبریز ہے ساقی
نہیں ہے ناامید اقبال اپنی کشت ویران سے
ذرا نم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیز ہے ساقی

بخاری میں اس حدیث کے ساتھ یہ اضافہ بھی موجود ہے "وشبک بین اصابعہ" یعنی جناب رسول اللہ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے میں دے کر ملایا۔ یہ اس مثال کی مزید توضیح کے لئے کہ مسلمان ایک دوسرے کو اسی طرح مضبوط بنادیتے ہیں جس طرح کہ انگلیاں ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مضبوط مکہ بن جاتا ہے۔

ھذا حدیث صحیح۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ بخاری اور مسلم نے بھی اس حدیث کو لایا ہے۔

<u>مؤمنین کی آئینہ سے تشبیہ:</u>

حدثنا احمد بن محمد ثنا عبداللہ بن المبارک ثنا یحییٰ بن عبیداللہ عن أبیہ عن ابی ھریرة قال: قال رسول اللہ ﷺ: ان احدکم مرآة اخیہ فان رأی بہ أذی فلیمطہ عنہ ویحییٰ بن عبید اللہ ضعفہ شعبة۔ وفی الباب عن انس۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک تم میں سے ایک (مسلمان) اپنے بھائی (دوسرے مسلمان) کا آئینہ ہے پس اگر اس نے اس مسلمان میں کوئی بری اور تکلیف دہ چیز دیکھی تو اس چیز کو اس سے دور کردے۔ راوی یحییٰ بن عبیداللہ کو حضرت شعبہ نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور اس باب حضرت انسؓ سے بھی روایت ہوئی ہے۔

اس حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان کو دوسرے کا آئینہ بتایا ہے۔ اس میں بہت سے فائدے ہیں۔

(۱) ایک تو یہ کہ آئینہ اپنے کام حقیقت نمائی میں کسی سے دوستی یا کسی سے دشمنی نہیں کرتا، جو بھی شخص اس میں اپنا چہرہ دیکھتا ہے۔ تو آئینہ اسے اسکا چہرہ اس طرح دکھاتا ہے، جس طرح کہ وہ حقیقت میں ہو یعنی اگر چہرہ صاف ہو اور اس میں کوئی عیب نہ ہو تو آئینہ اس کو اپنی طرف سے عیب دار نہیں بنادیتا بلکہ اسی طرح صاف اور بے عیب دکھاتا ہے۔

(۲) اگر اس میں کوئی عیب ہو تو آئینہ اس کو نہیں چھپاتا بلکہ اس عیب کو اس پر صاف ظاہر کردیتا ہے۔ لیکن اس عیب کو اپنی طرف سے بڑھا چڑھا کر بھی نہیں دکھاتا۔ بلکہ جو میل کچیل ہو، یا کوئی داغ دھبہ ہو، جتنی مقدار میں ہو اتنا ہی دکھاتا ہے۔

(۳) آئینہ جب کسی کو اس کا عیب دکھاتا ہے تو صرف اسی دیکھنے والے کو دکھاتا ہے کسی اور پر ظاہر نہیں کرتا، چیختا چلاتا نہیں بلکہ خاموشی سے دکھاتا ہے۔

(۴) پس جبکہ آئینہ اسی طرح حقیقت نمائی کرتا ہے تو پھر لازم ہے کہ جس شخص کو آئینہ اس کے چہرے میں کوئی عیب دکھائے، وہ اس عیب کے ازالے کے لئے فکرمند ہو جائے نہ یہ کہ آئینہ کے ساتھ دشمنی کر کے اسے توڑ ڈالے کہ اس نے کیوں میرے چہرے کو عیب دار ظاہر کیا ہے؟ بلکہ آئینہ کی صفتِ حقیقت نمائی کی وجہ سے عقلاً و شرعاً انسان اس پر مجبور ہو جاتا ہے کہ آئینہ کے ساتھ دشمنی نہ کرے بلکہ اس کو محبوب سمجھے، کیونکہ عیب کسی کو بھی پسند نہیں ہوتا اور کوئی بھی یہ نہیں چاہتا ہے کہ میں عیب دار رہوں لہٰذا جو چیز اس کو اس کے وہ عیوب دکھاتی ہو جو عیوب وہ خود نہیں دیکھ سکتا تو وہ ضرور اس چیز کو محبوب سمجھے گا۔ کہ اس کی بدولت میں اپنے عیوب کو معلوم کر کے اس کا ازالہ کرسکوں گا۔ الا یہ کہ کوئی شخص حد درجہ بے وقوف ہو تو وہ مخلص خیرخواہ سے بھی دشمنی کرتا ہے۔ تو ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے آئینہ کی طرح ہو جائے۔ اگر اس میں کوئی ایسا عیب دیکھے جو خود اس عیب والے کے لئے ضرر اور نقصان دہ ہو یا اس عیب کی وجہ سے دوسرے مسلمانوں کو ضرر ہو، تو اس مسلمان کا فرض ہے کہ اپنے بھائی مسلمان کی خیرخواہی ہرگز نہ چھوڑے کہ اس کو اس عیب کے ساتھ رہنے دیں، بلکہ اس مسلمان کو پورے اخلاص، نرمی اور خیرخواہی سے سمجھا دے تاکہ وہ اپنے آپ سے اس عیب کا

ازالہ کرے اور سمجھانا ایسا نہ ہو کہ برسرِ محراب ومنبر عام مجمعوں میں اس کے عیب کو بیان کر کے اسے رسوا کرے یا اس کے تھوڑے عیب ونقائص کو بڑھا چڑھا کر زیادہ ظاہر کرے یا اس کے عیب بتانے میں اپنا ذاتی غصہ نکالے ایسا کرنے سے وہ اپنے عیب کے ازالے کے بجائے جوابی کاروائی کی فکر میں پڑ جائے گا۔ اور اپنے عیب کی طرف توجہ دینے کی بجائے اس ناصح کے عیوب کو بیان کرنے لگے گا۔ اور اس طرح ایک انتشار اور افتراق پیدا ہو جائے گا۔ فائدہ کی بجائے نقصان ہوگا۔ دوسری طرف جس مسلمان سے کوئی خیر خواہی کی بات کرے اس کے لئے شرعی تعلیم یہ ہے کہ وہ صرف اور صرف اس بات پر نظر ڈال دے جو بات اس سے کہی جاتی ہے۔ اگر بات درست ہے اور اس کے ماننے میں اس کی بھلائی ہے تو اسے اس بات کی قدر کرنی چاہیے اور اس کو ماننا چاہیے۔ اپنے اندر کے کسی عیب کی نشاندہی کی جائے تو اپنے اندر اس عیب کو پوری غور وفکر سے تلاش کر کے اس کا ازالہ کرے اور اگر وہ اپنے اندر اس عیب کو نہ پاوے تب بھی اس پر فکر مند ہو جائے کہ کبھی آئندہ یہ عیب میرے اندر پیدا نہ ہو وہ یہ بھی اس نشاندہی کرنے والے کی مہربانی سمجھے کہ اس نے ایک عیب کی طرف توجہ دلائی جس سے بچنے کے لئے حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ان أحب الناس الی من اهدی الی عیوبی "

ترجمہ: یعنی مجھے سارے لوگوں میں وہ شخص زیادہ محبوب ہے جو مجھے میرے عیوب کی طرف متوجہ کرتا ہے۔

اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بارے میں منقول ہے کہ کسی آدمی نے ان کو کسی عیب کا نشانہ بنایا۔ حضرت ابوبکرؓ نے جواب میں فرمایا کہ "اگر یہ عیب میرے اندر موجود ہے تو اللہ تعالیٰ مجھے معاف کردے۔ اور اگر یہ عیب میرے اندر موجود نہیں تو اللہ تعالیٰ تجھے معاف کردے۔

ان أحدكم مرآة اخيه : مرآة میم کے کسرہ کے ساتھ اسم آلہ ہے۔ بروزن مفعال آلۃ الاراءۃ یعنی دکھانے کا آلہ جسے ہم آئینہ کہتے ہیں۔ مطلب یہ کہ تم میں سے ہر ایک اپنے مسلمان بھائی کے لئے آئینہ ہے، یعنی وہ اپنے بھائی میں وہ کچھ دیکھ سکتا ہے جو کچھ وہ خود نہیں دیکھ سکتا، یعنی ایک مسلمان بسا اوقات اپنے عیوب کو نہیں سمجھتا جب تک کہ اس کا کوئی مسلمان بھائی اس کو اطلاع نہ دے۔ جیسا کہ وہ اپنے چہرے کے نقص کو آئینہ میں دیکھنے کے بغیر نہیں دیکھ سکتا۔ پس اس دوسرے مسلمان کے لئے ضروری ہے اس کے عیب پر اس کو خبردار کردے۔ لیکن دوسروں کو مطلع کئے بغیر نرمی اور رحم دلی سے۔ فلیمطه عنه یعنی اس کا عیب اس سے دور کردے، کا یہی مطلب ہیکہ اس کو اچھے طریقے سے بتادے تاکہ وہ اس عیب کا ازالہ کرے اور اس برائی کو چھوڑ دے۔ نیز اس کے لئے دعا کرے کہ وہ عیب اس سے رفع ہو جائے۔

سندی بحث:

ویحیٰ بن عبید اللہ ضعفہ شعبۃ: یحیٰ بن عبید اللہ کو حضرت شعبہ نے ضعیف قرار دیا ہے اس وجہ سے یہ حدیث ضعیف ہے۔

''التقریب'' میں کہا ہے کہ یحیٰ بن عبید اللہ بن عبد اللہ بن موھب التیمی المدنی' یہ متروک ہے' اور حاکم نے کہا ہے کہ وہ موضوعی احادیث نقل کرتے تھے۔

نقل حدیث میں احتیاط اور نماز کی اہمیت:

حضرت شعبہ نے جو یحیٰ بن عبید اللہ کو ضعیف قرار دیا ہے اس سے متعلق علامہ ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں یحیٰ بن عبید اللہ کا ترجمہ ذکر کرتے ہوئے نقل فرمایا کہ حضرت شعبہؒ نے کہا ہے: رأیتہ یصلی صلاۃ لایقیمھا فترکت حدیثہ میں یحیٰ بن عبید اللہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ وہ نماز کو برابر طریقے سے ادا نہیں کرتا تھا تو میں نے اس سے حدیث سے نقل کرنا چھوڑ دیا۔ (تحفۃ الاحوذی)

بہت سی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا و آخرت میں انسان کے احوال کے صلاح وفساد کا دارومدار نماز پر ہے' جس کی نماز درست اور مکمل ہو' تو اسکے دیگر معاملات بھی درست ہوں گے۔ اور جو شخص نماز صحیح طور پر ادا نہ کرتا ہو' تو اس کے دیگر معاملات بھی صحیح نہیں ہو سکتے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت عمرؓ اپنے عُمال کو تحریری ہدایت نامہ لکھتے تھے' جس میں آپ تحریر فرماتے تھے:

إن أھم امورکم عندی الصلوۃ فمن حفظھا وحافظ علیھا فھو لما سواھا أحفظ' ومن ضیعھا فھو لما سواھا اضیع۔

ترجمہ: یعنی میرے نزدیک آپ کے تمام امور میں سب سے اہم نماز ہے۔ پس جس نے نماز کی حفاظت کی اور اس کی پابندی کی تو وہ دوسرے کام بھی اچھے طریقے سے انجام دینے والا ہوگا۔ اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا تو وہ دوسری ذمہ داریوں کو بطریق اولیٰ ضائع کرے گا۔''

اسی طرح آخرت میں بھی دوسرے اعمال تب صحیح اور مکمل نکل سکتے ہیں جبکہ نماز مکمل ہو' چنانچہ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ: قیامت کے دن (عبادات میں) سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔ جب نماز صحیح اور مکمل نکل آئے تو دوسرے اعمال بھی مکمل اور صحیح شکل میں آئیں گے اور جب نماز غلط اور نامکمل ہو تو دوسرے اعمال بھی غلط اور ناتمام ہوں گے۔